حدیث نبوی ﷺ پر شکوک وشبہات

اور مولانا مودودی سے خطاب

www.KitaboSunnat.com

فاتح قادیان
ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبہ عزیزیہ
مرکز نداء الاسلام شیر گڑھ روڈ نزد بائی پاس رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی پر شکوک و شبہات

اور مولانا مودودیؒ سے

خطاب

مصنف

فاتح قادیاں ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ

www.kitabosunnat.com

ناشر

مکتبہ عزیزیہ مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد اوکاڑہ
0300-4246020

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

مولانا مودودی ❶ سے خطاب

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ستمبر ۴۵ء سے مولانا مودودی ❶ سے خطاب شروع ہوا تھا۔ جو ۳۰ نومبر ۴۵ء تک جاری رہا۔ ناظرین اہلحدیث نے اس سلسلے کو پسند کر کے فرمائش کی کہ اس کو کتابی شکل میں متشکل کیا جائے۔ چنانچہ اس مضمون کو رسالہ ہذا کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے مولانا مودودی کی نسبت ہمارا گمان غالب ہے کہ آپ سر سیّد احمد خان یا مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح حدیث نبوی کے منکر نہیں ہیں۔ البتہ حدیث کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے آپ محدثین کا مسلک اور طریقہ تنقید چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت ناظرین ان اوراق میں ملاحظہ کریں گے۔

ابوالوفا ثناءاللہ

صفر المظفر ۱۳۶۵ھ جنوری ۱۹۴۶ء

---

❶ مولانا مودودی کا نام سیّد ابوالاعلیٰ مودودی لکھا جاتا ہے۔ معلوم نہیں یہ نام ہے یا کنیت بہر حال جو کچھ بھی ہے ترجمہ اس کا ہے اعلیٰ کا باپ۔ سبحان ربی الاعلیٰ کو ملحوظ رکھ کر ہم مولانا کو مشورہ دیں تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ اس نام کی بجائے ابوالعلیٰ تجویز کریں تو مناسب ہے۔

اس کی مثال: عیسائیوں میں ایک بڑے پائے کے مصنف گذرے ہیں۔ جن کا نام اکبر مسیح تھا۔ آپ شہر باندہ میں رہتے تھے۔ بڑے ذی علم اور ذی لیاقت تھے۔ عربی انگریزی کے ماہر تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف تھے۔ شہر باندہ (یوپی) میں مجھ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا آپ کا نام اکبر مسیح ہے۔ اکبر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ مسیح کی طرف ترکیب کے لحاظ سے اس کے معنی ہیں مسیح سے بڑا۔ کیا آپ واقعی مسیح سے بڑے ہیں؟ یہ سوال سن کر خاموش ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سوال ان کے کانوں میں پہلی دفعہ آیا ہے۔ ناموں کی اصلاح کرنا حدیثوں سے ثابت ہے۔ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی پر شکوک اور شبہات

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے خطاب

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ابتدا سے یہی چلا آیا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ حدیث نبوی بھی حجت شرعی ہے۔ خلافت اولیٰ کا انعقاد حدیث اَلْاَئِمَّةُ مِنْ الْقُرَيْش ہی کی بنا پر ہوا تھا۔ خلافت منعقد ہونے کے بعد سب سے پہلے اہم مسئلہ وراثت نبی علیہ السلام کا پیش ہوا تھا۔ جس میں مدعیہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا تھیں اور خلافت راشدہ مدعا علیہا تھی۔ اس مسئلہ کا فیصلہ بھی ایک حدیث ہی سے ہوا تھا۔ جس کے الفاظ ہیں۔ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَة (بخاری اصول کلینی معنیٰ) اس کے بعد تیسرا اہم مسئلہ خلیفۃ المسلمین کے سامنے جیش اسامہ کا پیش آیا تھا۔ یہ بھی حدیث ہی کے ماتحت فیصل ہوا تھا۔ اس کے بعد ہر زمانہ میں حدیث کی حجیت مسلّم رہی۔ فرق اتنا رہا کہ کسی گروہ میں روایات غالب رہیں۔ کسی میں استنباط غالب رہا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ امت مسلمہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے۔ محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ۔ اس کے بعد بھی امت مسلمہ میں حدیث کی حجیت متوارث چلی آئی۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے شہر علی گڑھ میں سر سیّد احمد خان مرحوم پیدا ہوئے۔ انہوں نے حدیث کے متعلق انکاری آواز اٹھائی یعنی یہ کہا کہ بحیثیت حجت شرعی کے قرآن مجید کافی ہے حدیث کی ضرورت نہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی تسلیم کیا کہ روائت کی حیثیت سے صحیح بخاری سب سے اعلیٰ اور مستند ہے۔ اس کے بعد یہ آواز لاہور میں پہنچی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی نے اس کو قبول کیا۔ اور اس خیال کی اشاعت میں بہت کوشش کی۔ لاہور کے بعد یہ آواز امرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سر میں پہنچی۔ یہاں بھی چند آدمیوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جنہوں نے اپنا نام امت مسلمہ رکھا۔ اور ''کفایت قرآن'' اپنا نصب العین قرار دیا۔ ان سب جماعتوں میں وجوہات عدم حجیت حدیث میں بہت سا اختلاف ہے۔ ان اختلافوں کے متعلق آج ہمارا روئے سخن نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق ہمارے کئی ایک رسالے (اتباع الرسول۔ دلیل الفرقان۔ حدیث نبوی اور تقلید شخصی۔ برہان الحدیث وغیرہ) شائع شدہ ہیں۔

آخری دور میں مولانا مودودی صاحب نے قلم اٹھایا جو پہلی جماعتوں سے بحیثیت استدلال کسی قدر زیادہ قوی ہے۔ آپ نے بڑی سچائی سے کام لیتے ہوئے ایک موقعہ پر علم حدیث کو واجب العمل تسلیم کیا۔ ملاحظہ ہو ''تفہیمات'' ص ۳۱۶۔ مگر ساتھ ہی اس کے جب میدان تحقیق میں آئے۔ تو حدیث کے متعلق آپ نے دو شبہات ایسے پیدا کیے۔ جن کو بخیال خود لاینحل سمجھ کر شائع کیا ہے۔ میں نے ان شبہات کو ان کے خیال میں لاینحل اس لیے کہا ہے کہ انہوں نے ان شبہات کا جواب نہیں دیا۔ پہلا شبہ انہوں نے اسماء الرجال کی حیثیت سے کیا۔ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:

''محدثین رحمہم اللہ کی خدمات مسلم۔ یہ بھی مسلم کو نقدِ حدیث کے لیے جو مواد انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صدر اوّل کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کارآمد ہے کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کلیتہً ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست ہے۔ وہ بہر حال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کے لیے جو حدیث فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں ان سے آگے تو وہ نہیں جا سکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے۔'' (تفہیمات ص ۳۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجیب:

مولانا مودودی صاحب نے اس اقتباس میں محدثین کی نسبت جو خیال ظاہر کیا ہے۔ اسی کو مولانا حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں یوں ادا کیا ہے۔

گروہ ایک جویا تھا علم نبیؐ کا لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

موصوف کے شبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی راوی کی نسبت یقین نہیں ہوسکتا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی محدث نے اس کو کہا ہے کیونکہ کئی ایک راوی ایسے ہیں کہ ان کو بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے اور بعض نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ اسی طرح بعض نے ان راویوں کے حق میں اچھے الفاظ کہے اور بعضوں نے بُرے کہے۔ اس لیے کسی راوی کے متعلق کسی جانب یقین نہیں ہوسکتا کہ وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ ہم اس کو سمجھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کو اس امر کے فیصلہ کے لیے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے فیصلہ کے لیے میرا اور آپ کا وجود ہی مثال کے لیے کافی ہے۔ ہم دونوں کو اچھا کہنے والے بھی ہیں اور برا کہنے والے بھی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اُستاد غالب مرحوم نے کہا خوب کہا ہے۔

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

تو کیا ایسی صورت میں ثالث بالخیر ہمارے حق میں فیصلہ کر کے صحیح رائے قائم کرسکتا ہے یا نہیں کہ ہم کون ہیں۔ ذرا اور اوپر چلیے۔ مولانا اسماعیل شہیدؒ اور حضرت شاہؒ ولی اللہ کی نسبت علماء کی آراء میں بکثرت اختلاف ہے۔ کیا ان آراء کو سامنے رکھ کر آج تک آپ نے کوئی فیصلہ کیا ہے یا نہیں۔ ذرا اور اوپر چلیے۔ حضرت ابوبکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق امت میں جو اختلاف ہے وہ بھی آپ سے مخفی نہیں کہ وہ افضل الامۃ تھے یا (خاک بدہن قائل) فرعون اور ہامان تھے (حیات القلوب شیعہ) کیا اتنے بڑے اختلاف کا فیصلہ بھی آپ نے کبھی کیا ہے یا نہیں؟ ضرور کیا ہوگا۔ اس فیصلہ کی وجوہات کیا ہیں؟ انہی وجوہات سے راویان حدیث کا فیصلہ بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ محدثین نے اس کے متعلق اصول مقرر کیے ہوئے ہیں۔ اسی لیے محدثین کی بابت مولانا حالی کا یہ کہنا صحیح ہے۔

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر — گواہ ان کی آزادی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احساں فقط اہل دیں پر — وہ تھے اس میں ہر قوم وملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے — یہ بتلائیں لبرل بنے ہیں وہ کب سے

(اہلحدیث ۱۴ ستمبر ۴۵ء)

دوسری قسط:

مولانا مودودی صاحب نے اس قسط کو بڑے فخر اور مباہات سے لکھا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ یہ طریق تنقیح گویا ان کی قابلیت کا خاص طرۂ امتیاز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح سے حدیث کے فن پر سر سیّد احمد خان مرحوم علی گڑھی نے بھی حملہ نہیں کیا تھا۔ میں موصوف کی اصلی عبارت نقل کر کے اپنے ناظرین کو عموماً اور ممدوح کے ان احباب کو خصوصاً توجہ دلاؤں گا جو حدیث کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ واجب العمل ہے۔ وہ ذرا غور سے ان عبارتوں کو پڑھیں اور سوچیں کہ ع

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

موصوف نے اسماء الرجال (جس کا ذکر پہلے نمبر میں آچکا ہے) کی بحث کے بعد لکھا ہے:

"دوسری اہم چیز سلسلہ اسناد ہے۔ محدثین نے ایک ایک حدیث کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر راوی جس شخص سے روایت لیتا ہے، آیا وہ اس کا ہم عصر تھا یا نہیں، ہم عصر تھا تو اس سے ملا بھی تھا یا نہیں اور ملا تھا تو آیا اس نے یہ خاص حدیث خود اسی سے سنی یا کسی اور سے سن لی اور اس کا حوالہ نہیں دیا۔ ان سب چیزوں کی تحقیق انہوں نے اسی حد تک کی ہے جس حد تک انسان کر سکتے تھے، مگر لازم نہیں کہ ہر ہر روایت کی تحقیق میں یہ سب امور ان کو ٹھیک ٹھیک ہی معلوم ہو گئے ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ جس روایت کو وہ متصل السند قرار دے رہے ہیں وہ در حقیقت منقطع ہو۔ اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بیچ میں کوئی ایسا مجہول الحال راوی چھوٹ گیا ہے جو ثقہ نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جو روایتیں مرسل، یا معضل یا منقطع ہیں اور اس بناء پر پایۂ اعتبار سے گری ہوئی سمجھی جاتی ہیں۔ اُن میں سے بعض ثقہ راویوں سے آئی ہوں اور بالکل صحیح ہوں۔

یہ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جن کی بنا پر اسناد اور جرح و تعدیل کے علم کو کلیتہً صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ مواد اس حد تک قابلِ اعتماد ضرور ہے کہ سنتِ نبوی اور آثارِ صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے۔ مگر اس قابل نہیں ہے کہ بالکل اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔" (تفہیمات ص ۳۴۲-۳۴۳)

مجیب:

مولانا مودودی صاحب! قاضی کبیر (سیشن جج) کسی خون کے مقدمہ میں دو تین آدمیوں کی شہادت سے جس کو اس نے جانچ لیا ہو۔ قاتل سے قصاص کا حکم دے یا چور کی چوری پر نصاب شہادت پا کر ہاتھ کاٹنے کا حکم دے یا زانی کے فعل پر نصاب شہادت پا کر زنا کی سزا دے۔ تو کیا آپ کے پیدا کردہ احتمالات ان مقدمات اور ان جیسے اور خطرناک مقدمات پر حاوی ہوں گے یا نہیں۔ آپ بذات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود قاضی کبیر کے عہدہ پر فائز ہو جائیں تو کسی چور یا کسی زانی یا کسی قاتل کو شرعی سزا دیں گے یا ہر شہادت پر یہی احتمال پیدا کریں گے۔ میرا گمان ہے اگر ہر شہادت پر آپ یہی گمان پیدا کریں گے تو حکومت اعلیٰ کی طرف سے آپ جلد اس عہدہ سے سبکدوش کر دیے جائیں گے۔

مولانا! میں نے جو مثالیں پیش کی ہیں یہ شرعی مقدمات کی ہیں۔ انھیں شہادتوں کا نصاب بھی قرآن شریف نے مقرر کیا ہے اور اس پر عمل کرنے کا بھی حکم دیا ہے انہی نصوص قرآنیہ کی بنا پر محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے قواعد روایت کو استنباط کیا ہے۔ آپ نے جو احتمالات پیدا کیے ہین۔ ایسے احتمالات شاعروں نے بھی بتائے ہیں۔ جو کہتے ہیں

پیغامبر رقیب بنے یہ خبر نہ تھی دنیا کے کاروبار ہیں سب اعتبار پر

مگر آپ جانتے ہیں کلام شعری اور ہے کلام خطابی اور ہے۔ محدثین نے معاصرین کی روایت کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ ان کی ملاقات ہو چکی ہو۔ اس کا ثبوت ان کو کسی روایت میں مل جائے تو وہ ساری روایتوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ثبوت ملاقات کے لیے ان کے اصطلاحی الفاظ اَخْبَرُنَا حَدَّثَنَا ہوتے ہیں۔ اگر کسی ایک روایت میں یہ الفاظ مل جائیں تو باقی کے لیے کافی ہیں۔ اس کی مثال آپ کو علم معانی بیان میں یوں ملے گی۔ کوئی شاعر سارے قصیدے میں افعال کو زمانہ اور افلاک کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے

اشابَ الصغیرَ وَاَنْنی الکبیرَ کرُّ الغداتِ ومرُّ العَشیّ

سارے قصیدے میں اس قسم کی نسبتیں زمانہ کی طرف کرتا ہے مگر اخیر جا کر ایک مصرع یہ بھی ملتا ہے ع

وَقِیلَ اللّٰہُ لِلشَّمْسِ اِطْلَعِیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ سورج کو چڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ اس پر صاحب مطول اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ اگر آخری مصرع یہ نہ ہوتا تو شاعر کو دہریہ کہا جاتا۔ اس ایک مصرع نے بلکہ ایک لفظ نے شاعر کو دہریت کے فتوے سے بچا لیا۔ اُردو میں بھی ایک مثال سناؤں تو مفید ہوگی۔ مولانا حالی مرحوم مسلمان تھے اور موحد مسلمان۔ حالانکہ آپ افعال کی نسبت زمانہ کی طرف کر رہے ہیں جو دہریوں کا طریقہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

کیا گر حکومت نے تم سے کنارا تو اس میں نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہے کس کو چارا کبھی یاں ہے بہمن کبھی یاں ہے دارا

ایسی نسبتیں کرنے والے کو بھی دہریت سے محفوظ رکھ کر خدا کا قائل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی مسدس کے ایک مصرع میں خدا کا نام یوں لیتا ہے۔

نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی جو ہے آج اپنی توکل ہے پرائی

بس یہ ہے اصول کلام جو ہر قوم میں اور ہر ایک جماعت میں بلکہ ہر اہل علم کے نزدیک مسلم اور مقبول ہے۔ جسے آپ نے کمزور سمجھ کر ٹال دیا۔ آپ نے متصل اور منقطع حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

مولانا! آپ کو کبھی دنیاوی عدالتوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہوگا یا واقعات آپ نے سنے ہونگے کہ عدالت شرعی میں ایک شخص شہادت دے کہ زید نے عمر کا کچھ دینا ہے۔ عدالت پوچھے تمہیں یہ علم کیسے ہوا؟ وہ کہے میرے سامنے روپیہ دیا گیا۔ دوسرا گواہ یہ شہادت دے کہ میں نے کسی آدمی سے ایسا سنا تھا۔ آپ بحیثیت قاضی ہونے کے فیصلہ دیں کہ یہ شہادتیں شرعی صورت میں ایک سی ہیں یا کچھ فرق رکھتی ہیں؟ آپ کے جواب کا مجھے انتظار ہے۔ [1] اللہ جزائے خیر دے محدثین کو

---

[1] یہ انتظار طبع کتاب ہذا تک پورا نہیں ہوا۔ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے قواعد ضوابط روایات کو قرآن شریف ہی سے استنباط کیا ہے۔ اور پھر ایک ایک روایت کو ان قواعد سے جانچا ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے محدثین کے حق میں بالکل صحیح لکھا ہے۔

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علم دیں جس بشر کو — لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر — دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر

پس آپ کا یہ کہنا کہ اسناد اور جرح تعدیل کے علم کو کلیتہً صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ دنیا کی عدالتیں چاہے طاغوتی ہوں یا شرعی بالکل نا قابل اعتبار ہیں۔ ان کے فیصلے صحیح سمجھے جانے کے لائق نہیں ہیں۔ پس آیندہ کو آپ ایک سلسلہ مضمون یہ بھی شروع کریں کہ دنیا کی کسی عدالت کا فیصلہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ مگر صرف یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ قانون شہادت ایک نیا تجویز کرنا ہوگا۔ جس پر یہ شعر صادق آئے گا۔

نہ پیروئ قیس نہ فرہاد کریں گے — ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

"اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے مگر اس قابل نہیں ہے کہ بالکل اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔"

استعجاب کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو لکھا ہے کہ اس پر بالکلیہ اعتماد نہ کیا جائے وہ باقی حصہ جس کے نہ ہونے سے اس سلسلہ محدثین کو نا قابل اعتماد قرار دیا ہے وہ کیا ہے۔ اگر وہ حصہ وہ ہے جس کو آپ نے مجتہدین کا خاصہ بتایا ہے تو اس کا ذکر مع جواب درج ذیل ہے۔ (اہلحدیث ۲۱ ستمبر ۴۵ء)

تیسری قسط:

مولانا مودودی کی تنقید کو ہم بغور پڑھتے ہیں تو بے ساختہ منہ سے نکل جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مولانا کا مسلک اعتدال نہیں بلکہ اعتزال ہے۔ اعتزال سے ہماری مراد وہ مصدر نہیں ہے جس سے معتزلہ فرقہ مشتق کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصلی معنی میں اعتزال مُراد ہے۔ اس لفظ کے معنی علیحدگی کے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں موصوف اپنی تحریرات میں عموماً مرزا صاحب قادیانی ❶ کا تتبع کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح مرزا صاحب قادیانی اپنی تحریرات میں کسی فن کی اصطلاحات کے پابند نہیں رہتے۔ اسی طرح ہمارے مخاطب مولانا مودودی صاحب بھی اصطلاحات سابقہ کے پابند نہیں رہتے۔ بلکہ بزبان حال کہتے ہیں۔

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے ۔۔۔ اپنا صومعہ نیا بنائیں گے

آج ہم اس دعوے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں:

''محدثین رحمہم اللہ کا خاص موضوع اخبار و آثار کی تحقیق بلحاظ روایت کرنا تھا۔ اس لیے ان پر اخباری نقطۂ نظر غالب ہو گیا تھا۔ اور وہ روایات کو معتبر یا غیر معتبر قرار دینے میں زیادہ تر صرف اسی چیز کا لحاظ فرماتے تھے۔ کہ اسناد اور رجال کے لحاظ سے وہ کیسی ہیں۔ رہا فقیہانہ نقطۂ نظر تو وہ ان کے موضوع خاص سے ایک حد تک غیر متعلق تھا اس لیے اکثر وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا تھا۔ اور وہ روایات پر اس حیثیت سے کم ہی نگاہ ڈالتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک روایت کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ معنی کے لحاظ سے وہ زیادہ اعتبار کے قابل نہیں۔ اور ایک دوسری روایت کو وہ قلیل الاعتبار قرار دے گئے ہیں۔ حالانکہ معنیً وہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ یہاں اس کا موقع نہیں کہ مثالیں دے کر تفصیل کے ساتھ اس پہلو کی توضیح کی جائے۔ مگر جو لوگ امورِ شریعت میں نظر رکھتے ہیں ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ محدثانہ نقطۂ نظر بکثرت مواقع پر فقیہانہ نقطۂ نظر سے ٹکرا گیا ہے اور محدثین کرام صحیح

---

❶ یہ تشبیہ قادیانی تتبع میں ہے قادیانی مذہب میں نہیں۔ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث سے بھی احکام و مسائل کے استنباط میں وہ توازن اور اعتدال ملحوظ نہیں رکھ سکے ہیں جو فقہاء مجتہدین نے رکھا ہے۔" (تفہیمات ص ۳۳۲)

مجیب:

یہ اقتباس ہم کو دو باتوں کی اطلاع دیتا ہے۔ ایک یہ کہ فقہ اور حدیث الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ اس کی فرع یہ ہے کہ فقہیانہ نظر اور محدثانہ نظر بھی الگ الگ ہے۔ اس موقع پر مولانا موصوف کو چاہیے تھا۔ اپنی منظور نظر فقہ کی جامع مانع تعریف کر دیتے۔ اگر ان کی نظر میں وہی تعریف صحیح ہے جو فقہاء کرام نے خود کی ہوئی ہے۔ اسے تو ہم محدثانہ روش کے خلاف نہیں پاتے۔ وہ تعریف صاحب توضیح کے الفاظ میں یہ ہے:

هُوَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ۔ الْعَمَلِيَّةُ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ۔

یعنی جو مسائل قرآن وحدیث سے استنباط کیے جائیں۔ ان کو جاننا علم فقہ ہے۔ اس تعریف کے مطابق آیئے ہم صحیح بخاری کا مطالعہ کریں اور اس مطالعہ میں ہم مدرسہ دیوبند، مدرسہ رحمانیہ دہلی، مدرسہ لہریا سرائے اور مدرسہ عمر آباد و مدراس وغیرہ کے شیوخ حدیث کو یکجا جمع کر کے تکلیف دیں کہ وہ بعد غور و فکر ہمیں بتائیں کہ امام بخاریؒ نے احادیث کو محض اسناد کی رو سے جمع کیا ہے یا فقہیانہ نظر سے بھی ان سے کام لیا ہے۔ امام بخاری کی "صحیح" سے ہم ایک دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔ آنحضرت علیہ السلام فوت ہوئے۔ تو آپ کی زرہ گرو تھی۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ تقریباً بیس بائیس جگہ لائے ہیں۔ اگر ان کی نظر صرف اسناد پر ہوتی تو ایک دفعہ روایت کر دینا کافی تھا۔ پھر یہ تعدد روایت فقہیانہ نقطہ نظر سے پیدا ہوا۔ امام بخاریؒ کی روش بتاتی ہے کہ ممدوح نہ صرف خود محدث اور فقیہ تھے بلکہ طالب علموں کے لیے فقیہ گر تھے۔ جَزَاءَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الطَّالِبِيْنَ۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ سند حدیث کی روح ہے۔ بلکہ محدثین کی اصطلاح میں سند ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث ہے۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے۔ اگر سند حدیث کی ضروری نہ ہوتی تو جو کوئی چاہتا کہہ لیتا۔ اس موقعہ پر مجھے حضرت ابو الاستاد مولانا ذو الفقار علی مرحوم (مترجم حماسہ) کا شعر یاد آ گیا۔ جو انہوں نے علم حدیث کی تعریف میں کہا ہوا ہے۔

اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا

وَمَا سِوَىٰ ذَاكَ وَسْوَاسِ الشَّيَاطِيْنِ

(ترجمہ): پختہ علم وہی ہے جس میں حدثنا کی سند ہو باقی مشکوک ہے۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محدثین فقیہانہ نظر سے خالی تھے۔ یہ بات بھی طرحاً للباب (چلتے چلتے) ظاہر کروں تو بے جانہ ہوگا کہ فقہ اور فقیہانہ نظر دو قسم پر ہے اس کو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے واضح طور پر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

ایک فقہ تو وہ تھی جو قرآن وحدیث سے استنباط کی جاتی تھی۔ دوسری وہ کہ متاخرین فقہاء نے سابقین فقہاء کے اقوال کو اصل قرار دے کر ان سے مسائل استخراج کرنے شروع کیے۔ اس قسم کے مسائل کا مجموعہ فقہ قسم ثانی ہے۔

جب میں صحیح بخاری کو پڑھتا ہوں تو ممدوح کی اصل نظر قرآن وحدیث پر پاتا ہوں۔ مگر گاہے بگاہے صحابہ اور تابعین وغیرہ کے اقوال کو پیش کر کے بھی استخراج کر لیا کرتے ہیں۔ گو ان کے اور سب محدثین کے نزدیک حجت شرعیہ فقہ قسم اوّل ہی ہے اور فقہ قسم ثانی مع اس کے ماخذوں کے ان کے نزدیک حجت شرعیہ ملزمہ نہیں بلکہ حجت اقناعیہ ہے۔ اس لیے کہ ان کا اصول ہے قَوْلُ الصَّحَابِيْ لَيْسَ بِحُجَّةٍ۔ ہاں اعتدال کا مسلک چھوٹ نہ جائے۔ اس لیے میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ محدثین میں ایسے حضرات بھی ہیں جن کی اصل غرض روایات جمع کرنا ہی ہے۔ فقیہانہ استنباط ان کے مقصد کے علاوہ ہے۔ مگر اجنبی اور غیر نہیں۔ اس کی مثال صحیح مسلم ہمارے سامنے موجود ہے۔ جو ایک ہی حدیث کو تحویلات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے مختلف سندوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ بعض اسناد میں اتنا باریک فرق ہوتا ہے جس کو واؤ اور فاء کا فرق کہنا چاہیے۔ تیسری کتاب ہمارے سامنے صحیح ترمذی ہے اس کی روش ہی نرالی ہے۔ وہ مثل امام بخاری کے استنباطی تراجم مقرر نہیں کرتے۔ مگر عموماً ہر باب کے اخیر فقہاء اسلام کے اقوال نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ ذخیرہ معلومات جمع کر کے طلباء کے سامنے رکھا جائے (جزاھم اللّٰہ عنا) اسی طرح دیگر کتب احادیث میں ہم کو محدثانہ اور فقہیانہ نظریں ملتی ہیں۔ یہ تو فقہ اپنی پرانی تعریف کے مطابق ہے۔ جس کو ہم نے کتاب توضیح سے نقل کیا ہے۔ اگر فقہ کی کوئی جدید تعریف مودودی صاحب کی نظر میں ہے۔ تو ہم اس کو سننے کے متمنی ہیں۔ آپ نے اسی اقتباس میں یہ فقرہ بھی لکھ دیا ہے:

ایک روایت کو انہوں نے (محدثین رحمہم اللہ) نے صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ معنی کے لحاظ سے وہ زیادہ اعتبار کے قابل نہیں۔ (حوالہ مذکور)

ہم قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم اس فقرہ کو نہیں سمجھے کہ معنی سے آپ کی مراد کیا ہے لفظی ترجمہ ہے یا کچھ اور۔ اور اس کی مثال کون سی حدیث ہے جو سند کے لحاظ سے محدثین کے نزدیک صحیح ہو اور معنی کے لحاظ سے فقہاء کے نزدیک اعتبار کے قابل نہ ہو۔ آپ کی رفع تکلیف کے لیے میں خود ہی ایک حدیث پیش کیے دیتا ہوں۔ جس کو بعض فقہاء نے خلاف قیاس کہہ کر نظر انداز کیا ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص گائے یا بھینس مصرات [1] خریدے اس کا دودھ کم پائے اور اس کو واپس کرنا چاہے تو ایک صاع غلہ یا کھجور کا ساتھ دے۔ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے۔ محدث اس کے جواب میں کہتا ہے۔

---

[1] وہ گائے یا بھینس جس کو فروخت کرنے کے لیے دودھ پہلے سے روکا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ قیاس اصطلاحی نہیں ہے بلکہ آپ کی ذاتی رائے ہے۔ جو ایک معنی سے حدیث کا مقابلہ ہے۔ اب میں مولانا مودودی اور ناظرین کو بالائی منزل میں لے جانا چاہتا ہوں۔ پس ناظرین غور سے سنیں۔

محدثین سند حدیث کے ذریعہ سے متن حدیث کو لے کر گویا دربار رسالت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی اعتبار سے وہ گویا رسالت کی زبان مبارک سے الفاظ حدیث سن لیتے ہیں۔ اس لیے ان کو کچھ پروا نہیں ہوتی کہ ہمارا فہم یا قیاس اس متن حدیث کے مخالف ہے یا موافق۔ وہ زبان اور دل کے اتفاق سے کہتے ہیں سَمِعْنَا وَأطعنا۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ ورد ہوتا ہے۔

ہوتے ہوئے مصطفٰی کی گفتار　　مت دیکھ کسی کا قول وکردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے　　یہاں وہم وخطا کا دخل کیا ہے

(اہلحدیث ۲۸ ستمبر ۴۵ء)

چوتھی قسط:

ہم خوش ہیں کہ مولانا مودودی نے اپنا عقیدہ اور مسلک مندرجہ ذیل الفاظ میں صاف صاف بتا دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اس بحث سے یہ بات معلوم ہوگئی۔ کہ جس طرح حدیث کو بالکلیہ رد کر دینے والے غلطی پر ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی غلطی سے محفوظ نہیں ہیں جنہوں نے حدیث سے استفادہ کرنے میں صرف روایات ہی پر اعتماد کرلیا [1] ہے۔ مسلک حق ان دونوں کے درمیان ہے اور یہ وہی مسلک ہے جو ائمہ مجتہدین نے اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ میں آپ بکثرت

---

[1] ہندوستان کے قائلین حدیث خصوصاً اصحاب الحدیث مولانا مودودی صاحب کے اس فقرہ کو غور سے پڑھیں اور ہمیشہ کے لیے ملحوظ رکھیں۔ تاکہ گفتگو کرتے وقت ان کو یہ فقرہ کام آئے۔ (مجیب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے مسائل دیکھتے ہیں جو مرسل اور معضل اور منقطع احادیث پر مبنی ہیں، یا جن میں ایک قوی الاسناد حدیث کو چھوڑ کر ایک ضعیف الاسناد حدیث کو قبول کیا گیا ہے، یا جن میں احادیث کچھ کہتی ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کچھ کہتے ہیں ❶۔ یہی حال امام مالکؒ کا ہے۔ باوجود یہ کہ اخباری نقطۂ نظر ان پر زیادہ غالب ہے مگر پھر بھی ان کے تفقہ نے بہت سے مسائل میں ان کو ایسی احادیث کے خلاف فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ جنہیں محدثین صحیح قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لیث بن سعد نے اُن کی فقہ سے تقریباً ۷۰ مسئلے اس نوعیت کے نکالے ہیں۔ امام شافعی کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں۔'' (تفہیمات صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

www.kitabosunnat.com

مجیب:

اصل بات پر مولانا مودودی نے غور نہیں کیا یا ان کو سہو ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ مرسل حدیث کو ضعیف نہیں کہتے۔ دوسرے محدثینؒ اس کو ضعیف نا قابل حجت کہتے ہیں۔ محدثینؒ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث مرسل میں صحابی کا نام متروک ہو جانے سے سلسلہ اسناد منقطع ہو گیا۔ اور شبہ پیدا ہو گیا کہ صحابی کے سوا کوئی اور راوی بھی نہ چھوٹ گیا ہو۔ اس لیے یہ سند کالعدم سمجھی جائے۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اتباع کہتے ہیں کہ تابعی نے جو صحابی کو چھوڑ کر آنحضرت علیہ السلام کے نام سے روایت کیا ہے۔ یہ اس کا کمال اعتماد ہے۔ اس لیے سند میں خلل نہیں سمجھنا چاہیے۔ مولانا مودودی کے قابل غور ایک نکتہ ہے۔ اگر غور کریں گے تو اس کا فیصلہ وہ خود ہی فرما دیں گے وہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ ''محدثین نے جن راویوں کی

---

❶ جناب کے علم و دیانت کا تقاضا کیا کہتا ہے؟ ہم اپنے علم و دیانت کا تقاضا اس مصرع میں ظاہر کر دیتے ہیں ؏

عالم ہمہ یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف

(مجیب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسبت اچھی یا بُری رائیں لکھی ہیں۔ ان کی محنت قابل شکریہ ہے۔ لیکن بشریت سے وہ بھی خالی نہ تھے۔ ممکن ہے ان راؤں میں ان سے غلطی ہوگئی ہو۔" اس بنا پر میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس صورت میں آپ محدثین کی کھلی رائے کے متعلق غلطی کا امکان بتاتے ہیں۔ اگر وہ محدث کسی راوی کا نام ہی نہ لے جیسے مرسل کی صورت میں ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں یہ امکان ڈبل امکان ہو جائے گا یا نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ محدثین مرسل کو صحیح نہیں مانتے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ اس کو قابل استناد جانتے ہیں۔ یہ اختلاف دراصل ایک اصولی اختلاف ہے۔ اس کی مثال میں آپ کو بتاؤں تو مفید ہوگی۔ بعض علماء کے نزدیک مفہوم مخالف حجت ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔ مفہوم مخالف کسے کہتے ہیں؟ کسی اسم یا فعل کو مقید بالوصف کر کے حکم لگایا جائے تو بعض علماء عدم وصف کے وقت اس پر حکم نہیں لگاتے۔ بعض پھر بھی لگا دیتے ہیں۔ مثلاً آیت کریمہ ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾ یعنی تمہاری ربیبہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پاتی ہیں وہ تم پر حرام ہیں۔ بعض اکابر نے اس کے مفہوم مخالف کو سند لے کر جوان ربیبہ سے نکاح کا فتویٰ دے دیا۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم وغیرہ مگر جمہور علماء عدم جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ مفہوم مخالف ان کے ہاں حجت نہیں۔ پس یہ ایک اصولی اختلاف ہے۔ اسی طرح مرسل کا حجت ہونا یا نہ ہونا اصولی اختلاف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث کی صحت میں سند کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ نہ یہ ہے کہ سند کو کافی نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح امام شافعی اور امام مالک رحمہا اللہ بھی کسی حدیث کو بلا سند صحیح نہیں کہتے تھے۔ مولانا مودودی صاحب کو اگر اس پر اصرار ہے تو وہ چند حدیثیں بطور مثال ہم کو بتائیں جن کو ان حضرات نے سند کے لحاظ سے نہیں بلکہ فقہیانہ نظر سے صحیح مانا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُولٰئِكَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيْرُ الْمَجَامِعُ

لیث بن سعد کے جن ستر (۷۰) مسائل کا آپ نے ذکر کیا ہے اُن کو آپ پیش کریں گے تو ہم بھی غور کریں گے۔ ان کو حدیث سے ماخوذ بتائیں گے یا متروک ٹھہرائیں گے لیکن یہ سب کچھ مسائل مذکورہ پیش ہونے پر ہوگا۔ سنی سنائی بات پر نہیں۔ امام مالکؒ کا مؤطا ہمارے اور آپ کے سامنے ہے کھول کر ان مسائل کا حوالہ دے دیجیے۔

اپنا تو یہ ہے قول آئے ہیں آیئے
دعویٰ اگر کیا ہے تو کچھ کر دکھایئے

(اہلحدیث ۵۔اکتوبر ۴۵ء)

پانچویں قسط:

مولانا مودودی نے کھلے لفظوں میں حجیت حدیث سے تو انکار نہیں کیا۔ نہ ہم ان کو کھلے منکر حدیث سمجھتے ہیں اور نہ کہتے ہیں۔ اسی لیے سلسلہ ہذا کی پہلی قسط میں ہم نے ان کی بابت بتصریح لکھ دیا تھا کہ

مولانا مودودی صاحب نے بڑی سچائی سے کام لیتے ہوئے ایک موقعہ پر علم حدیث کو واجب العمل تسلیم کیا ہے۔ تفہیمات ص ۳۱۶۔

(اہلحدیث ۱۴ ستمبر ۴۵ء ص ۳)

چونکہ ان کے شبہات سے منکرین حدیث کو قوت پہنچتی ہے اور یہ قوت شدید انکار کا موجب ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ نسبت مجازی اسی قسم سے ہے۔ جس قسم سے آیت کریمہ کے الفاظ ہیں:

كَمَا اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا مودودی کے شبہات کو ہم نے موجب قوت منکرین حدیث کہا ہے۔ اس کا ثبوت ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں:

''معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ یہ لوگ کسی حدیث کو حدیث صحیح جان کر اس سے انحراف کرتے تھے۔ نہیں بلکہ اصل معاملہ یہ تھا کہ ان کے نزدیک صحتِ حدیث کا مدار صرف اسناد پر نہ تھا۔ بلکہ اسناد کے علاوہ ایک اور کسوٹی بھی تھی جس پر وہ احادیث کو پرکھتے تھے اور جس حدیث کے متعلق ان کو اطمینان ہو جاتا تھا کہ یہ حقیقت سے اقرب ہے اسی کو قبول کر لیتے تھے۔ خواہ وہ خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے مرجوح ہی کیوں نہ ہو۔''

(تفہیمات صفحہ ۳۲۴)

مجیب:

اس اقتباس کا خلاصہ یہ ہے کہ محدثین اور مجتہدین کے مسلک الگ الگ ہیں۔ بعض احادیث محدثین کے نزدیک بنظر سند ضعیف ہوتی ہیں مگر مجتہدین بنظر فقاہت انہی کو راجح قرار دے کر ان پر عمل کرتے اور کراتے ہیں۔ اسی کا عکس القضیہ یہ ہے کہ محدثین بعض احادیث بنظر سند صحیح سمجھتے ہوں گے اور مجتہدین بنظر فقاہت ان کو غلط قرار دے کر رد کر دیتے ہوں گے۔ اسی کی مزید تشریح مندرجہ ذیل اقتباس میں ملتی ہے:

''یہ دوسری کسوٹی کونسی ہے؟ ہم اس سے پہلے بھی اشارۃً اس کا ذکر کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرتِ رسولؐ کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت کہ وہ جواہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے اس کی نظر بہ حیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے۔ اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتی ہیں تو اس کا ذوق اسے بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کونسی نہیں رکھتی۔ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی ردوقبول کا معیار بن جاتی ہے۔ اسلام کا مزاج عین ذات نبوی کا مزاج ہے۔ جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے ساتھ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ وہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کونسا قول یا کونسا فعل میری سرکار کا ہو سکتا ہے۔ اور کونسی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت سے کوئی چیز نہیں ملتی۔ ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی ﷺ کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے۔ یہ اس لیے کہ اس کی روح روح محمدی میں گم اور اس کی نظر بصیرتِ نبوی کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے۔ اس کا دماغ اسلام کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اسی طرح دیکھتا اور سوچتا ہے جس طرح اسلام چاہتا ہے کہ دیکھا اور سوچا جائے۔ اس مقام پر پہنچ جانے کے بعد انسان اسناد کا زیادہ محتاج نہیں رہتا۔ وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے۔ مگر اس کے فیصلے کا مدار اس پر نہیں ہوتا۔ وہ بسا اوقات ایک غریب، ضعیف، منقطع السند، مطعون فیہ حدیث کو بھی لے لیتا ہے اس لیے کہ اس کی نظر اُس افتادہ پتھر کے اندر ہیرے کی جوت دیکھ لیتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ ایک غیر معلل، غیر شاذ متصل السند مقبول حدیث سے بھی اعراض کر جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس جامِ زریں میں جو بادۂ معنی بھری ہوئی ہے وہ اسے طبیعت اسلام اور مزاج نبوی کے مناسب نظر نہیں آتی۔" (تفہیمات صفحہ ۳۲۴-۳۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجیب:

اس اقتباس میں الفاظ کی بھرمار سے مرزا غالب کا یہ شعر بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے۔

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے

ان دونوں اقتباسوں کو ملحوظ رکھ کر ہم قائلین حدیث سے عموماً اور اعیان اہل حدیث سے خصوصاً پوچھتے ہیں کہ اصول حدیث کی کتابوں میں کوئی اصل اور قاعدہ ان معنی کا بھی ملتا ہے۔ اگر ملتا ہے۔ تو پتہ بتائیں۔ نہ ملتا ہو تو مولانا مودودی سے پوچھیں کہ یہ جو ہر بے بہا آپ نے کہاں سے پایا۔ اور یہ بھی سوال کریں کہ اس قسم کا مجموعہ احادیث جو محدثین اور مجتہدین کے اختلاف مسالک کی وجہ سے الگ ظہور میں آیا وہ کہاں ملتا ہے۔ کتب خانہ رام پور کی مطبوعہ کتابوں میں ہے یا بانکی پور کی قلمی کتابوں میں ہم اس کے متلاشی ہیں۔ اگر پتہ چل جائے کہ عنقا کے گھونسلے میں ہے تو ہم وہاں بھی پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہمارا شوق وہی ہے جو مولانا حالی مرحوم نے محدثینؒ کا بتایا ہے۔

سنا خازنِ علم دیں جس بشر کو
لیا اُس سے جا کر خبر اور اثر کو

ناظرین!

مولانا مودودی کا جولان قلم ملاحظہ کیجیے کہ مزکورہ بالا ہر دو اقتباسوں کا رد گویا آپ خود ہی فرماتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

''یہ چیز چونکہ سراسر ذوقی ہے اور کسی ضابطہ کے تحت نہیں آتی نہ آسکتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُس لیے اس میں اختلاف کی گنجائش پہلے بھی تھی اور اب بھی ہے اور آیندہ بھی رہے گی۔ چنانچہ اسی وجہ سے آئمہ مجتہدین کے درمیان جزئیات میں بکثرت اختلافات ہوئے ہیں۔ پھر یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ ایک شخص کا ذوق لامحالہ دوسرے شخص کے ذوق سے کلیتہً مطابق ہی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی مسلک کے ائمہ نے بہت سے مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے اقوال میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ اس کی ایک روشن مثال ہیں۔“

(تفہیمات ص ۳۳۵)

مجیب:

ہم نے جو کہا ہے کہ یہ اقتباس پہلے دو اقتباسوں کا رد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہدین کے اختلاف مذاہب کا فیصلہ کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ ان کے اپنے اختلاف ذوق پر مبنی ہے۔ اس لیے نہ کوئی حنفی شافعی کو اور نہ شافعی حنفی کو کہہ سکتا ہے کہ تمہارا فلاں مسئلہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ جواب میں کہہ دے گا میرے امام کا ذوق سلیم یہی کہتا ہے۔ جو میں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ ذوقی اختلاف گویا اس شعر کا مصداق ہوا

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلیٰ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

نوٹ:

مولانا مودودی کے اقتباسوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ کا بہت سے مسائل میں روایات کے متعلق یہ کہنا هو حجةٌ على الشافعي صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں مجتہدوں کا ذوق الگ الگ ہے۔ پھر ایک کی روایت دوسرے پر حجت کیسی۔ بلکہ اس شعر کی مصداق ہوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہ وہ میری مانے نہ میں ناصحوں کی
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا

(الحدیث ۱۲۔ اکتوبر ۴۵ء)

چھٹی قسط:

گذشتہ نمبر میں یعنی اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بقول مولانا مودودی ہر امام اور فقیہ کا ذوق الگ الگ تھا۔ خصوصاً آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کا ذوق بالکل جدا جدا تھا۔ ہر امام اپنے ذوق کے مطابق فتویٰ دیتا تھا۔ اس کے آگے مولانا فرماتے ہیں:

''پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر مجتہد کا ذوق ہر مسئلہ میں صواب ہی کو پہنچ جائے انسان بہرحال کمزوریوں کا مجموعہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا مجتہد بھی غلطی کرسکتا ہے۔ اور کرجاتا ہے۔ اسی بنا پر ائمہ مجتہدین ہمیشہ ڈرتے رہے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ اپنے متبعین کو ہدایت کی ہے کہ ہم پر بالکل اعتماد نہ کرلو۔ خود بھی تحقیق کرتے رہو اور جب کوئی سنت ہمارے قول کے خلاف ثابت ہوجائے تو ہمارے قول کو رد کرکے سنت کی پیروی کرو۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقُوْلَ مَقَالَتَنَا حَتّٰى يَعْلَمَ مِنْ اَيْنَ قُلْنَا۔ امام زفرؒ کا قول ہے اِنَّمَا نَاْخُذُ بِالرَّاْءِ مَالَمْ نَجِدِ الْاَثَرَ فَاِذَا جَآءَ الْاَثَرُ تَرَكْنَا الرَّئْيَ وَاَخَذْنَا بِالْاَثَرِ۔ امام مالکؒ کا ارشاد ہے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِيْ رَاْئِيْ فَكُلَّمَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَكُلَّمَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتٰبَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ۔ امام شافعیؒ کا بیان ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَاضْرِبُوْا بِقَوْلِيْ الْحَائِطَ اور لَا قَوْلَ لِاَحَدٍ مَعَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ غرض یہ کہ تمام ائمہ بالاجماع کہتے ہیں کہ جس شخص پر کسی مسئلہ میں سنتِ رسول روشن ہوجائے۔ اس کے لیے پھر کسی دوسرے شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا قول لینا حرام ہے خواہ وہ کیسے ہی بڑے مرتبہ کا شخص ہو۔"

(تفہیمات ص ۳۳۶)

مجیب:

اس اقتباس کو میں نے غور سے پڑھا۔ تو میں اپنی سمجھ ناقص کے مطابق اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ مقولہ لکھتے ہوئے کتاب معیار الحق (مصنفہ حضرت مولانا شمس العلماء نذیر حسین المعروف میاں صاحب مرحوم مغفور) مولانا مودودی کے زیر نظر ہوگی۔ کیونکہ یہ مضمون معیار الحق کا گویا خلاصہ ہے۔

اور اس اقتباس کا خلاصہ یہ اشعار ہیں۔

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے ۔۔۔ دُر دانۂ درج مصطفیٰ ہے
صوفی و عالم و حکیم دینی ۔۔۔ کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی
بابا کے ہاں سے کون لایا ۔۔۔ جس نے پایا یہیں سے پایا
گو غوث و قطب و مقتدا ہے ۔۔۔ وہ بھی اسی در کا اک گدا ہے
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے ۔۔۔ یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے
ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار ۔۔۔ مت دیکھ کسی کا قول و کردار

یہی وہ مسلک ہے جس کو لے کر خالص اہل حدیث اٹھتے تھے اور اب تک بفضلِ خدا اسی پر قائم ہیں۔ اس لیے اس اقتباس کی روشنی میں اہل حدیث آپ سے معانقہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت
صلح کیجیے بس لڑائی ہو چکی

مولانا! اجازت دیں تو چلتے چلتے ایک بات دریافت کر لیں، ہم آپ کے پہلے اقتباسوں میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ فقہاء اور محدثین میں مسلک کا اختلاف تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض روایتوں کو محدث اسناد کی نظر سے ضعیف (یا موضوع) کہہ دیتے تھے مگر فقیہ فقہیانہ نظر سے ان کو صحیح سمجھ کر ان پر عمل کر لیتے تھے۔ اس موقع پر میں اپنے قصور علم کا اعتراف کر کے یہ پوچھتا ہوں کہ چاروں مجتہدین کا ذوق تو آپ نے فرمادیا کہ الگ الگ تھا اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے ہر ایک مسئلہ کا صحیح ہونا ضروری نہیں تھا۔ اس لیے وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مسائل کو سنت مطہرہ پر جانچ کر قبول کیا کرو۔ جزاک اللہ ؏

اے وقت تو خوش باد کہ وقت ما خوش کردی

پس میں پوچھتا ہوں کہ مولانا وہ سنت مطہرہ کی کسوٹی ہمارے پاس کس طریقے سے پہنچے گی۔ اسناد کے ذریعے یا مجتہدوں کے ذوق سلیم کے ذریعہ سے۔ مجتہدین کے ذوق سلیم کو تو آپ سنت مطہرہ کا محتاج مانتے ہیں۔ لیکن سنت مطہرہ کیا چیز ہے اور ہمارے پاس اس کے آنے کا ذریعہ کیا ہے؟ پس یہ عقدہ جس طرح ہو جلدی حل کر دیجیے ؏

پس اس جواب پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مختصر یہ ہے:

کہ آپ کا اور ہمارا اس امر پر تو اتفاق ثابت ہو گیا۔ آپ مسائل فقہیہ کو محتاج الی القرآن والسنۃ مانتے ہیں۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ (خدا کرے یہ بھی نہ رہے) کہ احادیث کا ذریعہ علم ہمارے نزدیک صرف اسناد ہے۔ اور آپ کے نزدیک مجتہدانہ ذوق بھی ذریعہ علم ہے۔

بس اس مزیت کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ اگر میں کہوں کہ آپ خود ہی اپنے سابقہ دعوے کی تردید اس اقتباس میں فرما چکے ہیں تو غالباً غلط نہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اختلاف:

آپ کا اور ہمارا دوسرا اختلاف اس امر میں ہے کہ آپ ایک طرف احادیث پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ (جزاک اللہ) مگر دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ ان پر پورا اعتماد نہیں۔ پس آپ کا ہمارا اختلاف منطقی اصطلاح میں یہ ہے کہ ہم قضیہ ضروریہ مطلقہ موجبہ کے قائل ہیں اور آپ اس کے ساتھ ممکنہ عامہ سالبہ کو بھی ملاتے ہیں۔ اس بارے میں مدارس عربیہ کے علماء اور طلباء جو فیصلہ کر سکتے ہیں کریں۔ جو حضرات مولانا مودودی سے حسن ظن رکھتے ہیں وہ اپنا حسن ظن بحال رکھ کر ہمارے اس اختلاف میں انصاف سے فیصلہ فرمائیں گے تو ہم سن کر خوش ہوں گے۔

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

(۱۹/۱۰/اکتوبر ۴۵ء)

ساتویں قسط:

ساتویں قسط علماء حدیث کے لیے خاص قابل توجہ ہے۔ کیونکہ اس میں مولانا مودودی کا عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کو تفسیر قرآن مانتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ باوجود اس کے ہم نے اس نمبر کا اضافہ کیوں کیا۔ اس نمبر میں اس کا جواب دینا ہمارا مقصود ہے۔ پہلے مولانا موصوف کا عقیدہ ان کے الفاظ میں سنیے:

"قرآن مجید ہدایت کے لیے کافی ہے۔ اس میں وہ صحیح علم موجود ہے جس کی روشنی میں انسان صراط مستقیم پر چل سکتا ہے۔ اور اس میں وہ تمام اصول بیان کر دیے گئے ہیں جن پر اللہ کا پسندیدہ دین قائم ہے مگر اس علم سے فائدہ اٹھانے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ طالب علم استفادہ کی خاص نیت رکھتا ہو۔ اور ان مبادی سے واقف ہو جو قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک ماہر فن استاد موجود ہو جو کتاب اللہ کے نکات سمجھائے، آیات کا صحیح معنی و مفہوم بتائے احکام پر خود عمل کر کے دکھائے۔ اور قوانین کو عملی زندگی میں نافذ کر کے ان کا تفصیلی ضابطہ مقرر کر دے۔ پہلی چیز کا تعلق ہر شخص کی اپنی ذات سے ہے۔ رہی دوسری چیز تو اس کا انتظام اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ کتاب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو اسی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ کہ آپ اس ماہر فن کی ضرورت کو پورا کریں۔ آپ نے استاد کی حیثیت سے جو کچھ بتایا اور سکھایا ہے وہ بھی اُسی طرح خدا کی طرف سے ہے۔ اس کو "غیر از قرآن" کہنا۔ صحیح نہیں ہے۔ جو شخص اس کی ضرورت کا منکر ہے اور قرآن کو اس معنی میں کافی کہتا ہے کہ اس کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے نبی ﷺ کی علمی و عملی ہدایت کی حاجت نہیں ہے۔ وہ دراصل یہ کہتا ہے کہ صرف قرآن کی تنزیل کافی تھی۔ خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ یہ فعل عبث کیا کہ اس کے ساتھ رسول کو بھی مبعوث کیا۔" (تفہیمات ص ۳۳۶)

مجیب:

ناظرین کرام! بالفاظ مولانا مودودی منکرین حدیث کے اس فقرہ کو حیرت کی نظر سے دیکھیں گے اور تعجب کے کانوں سے سنیں گے کہ موصوف نے یہ کیا فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ یہ فعل عبث کیا کہ اس کے ساتھ رسول کو بھی مبعوث کیا۔

مجیب:

منکرین حدیث اس کے جواب میں کہیں گے کہ رسول کے معنی ہی ہیں پیغام پہنچانے والا۔ رسول کی دلالت قرآن پر دلالت تغمنی ہے۔ ایک کا مفہوم دوسرے سے الگ کیسے منصور ہو سکتا ہے۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ پیغام پہنچے اور پیغام رساں نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچے۔ خیر یہ تو آپ کا اور اہل قرآن کا باہمی مکالمہ ہوگا۔ ہم نے جو آپ کا مطلب سمجھا ہے اس کے متعلق اپنا ما فی الضمیر عرض کرتے ہیں۔ آپ کے اس اقتباس کا مطلب یہی سمجھا اور یہی ہے کہ قرآن متن ہے مثل کافیہ کے اور احادیث نبویہ اس کی تفسیر ہیں مثل شرح جامی کے۔ اس لیے دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے۔ بالکل صحیح ہے جزاک اللہ! آپ نے خوب کہا مگر قَدْ بَقِيَ الْخَبَايَا فِي الزَّوَايَا ابھی بہت کچھ مخفی ہے۔

اوّل۔ قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

((وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ))

''تمہاری دودھ بہنیں تم پر حرام ہیں۔''

اس آیت کی یہ تفسیر تو بالکل صاف ہے کہ ایک لڑکے نے کسی عورت کی لڑکی کے ساتھ دودھ پیا وہ اس کی ہمشیرہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ مگر اس لڑکی کی حقیقی خالہ اس لڑکے پر اس رضاعت کی وجہ سے حسب تفسیر آیت کے حرام نہ ہونی چاہیے۔ حالانکہ حدیث کی رو سے حرام ہے۔

علیٰ ہذا القیاس کسی لڑکی نے کسی لڑکے کے ساتھ مل کر دودھ پیا تو وہ لڑکی اس رضیع کے حق میں اس آیت کی تفسیر میں آجائے گی۔ مگر اس لڑکے کے والد، چچا اور ماموں کا رشتہ اس لڑکی کے ساتھ کیوں حرام ہوگا؟ کیونکہ تفسیر میں وہ چیز داخل ہوتی ہے جس کو متن کا لفظ متحمل ہو مثال کے لیے ''کافیہ'' کی عبارت پیش کرتا ہوں یعنی لفظ وضع لمعنی مفرد۔ شارح جامی نے اس عبارت میں ''مفرد'' کو مرفوع اور مجرور بنا کر بلا کھٹکا تشریح کر دی۔ لیکن مفرداً (منصوب) کی حالت نصب میں جب تشریح کرنی چاہی تو کھٹکا ہوا کہ اس پر نصب کی علامت نہیں ہے۔ اس لیے اس تیسری ترکیب کو معذرت کر کے داخل کیا۔ مجرور اور مرفوع کے لیے کوئی معذرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی۔ کیونکہ ان دونوں ترکیبوں کے لیے منفرد متحمل تھا۔

مختصر یہ ہے کہ متن متحمل ہو تو شرح اس کو کھول سکتی ہے غیر جنس کو شرح داخل نہیں کر سکتی۔ فافهم لعلّهٗ دقیق۔

مذکورہ بالا رشتے ایک مرفوع حدیث کے ماتحت بھی حرام ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ((يُحْرَمُ مِنْ الرَّضَاعَةِ مَا يُحْرَمُ مِنْ النَّسَبِ)) (دودھ سے مثل نسب کے حرمت ثابت ہوتی ہے) فرمایے یہ حدیث آیت مذکورہ کی تفسیر ہے یا حکم جدید؟ بَيِّنُوا تُوْجَرُوْا۔

دوم۔ آیت کریمہ ((أَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ)) یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ صدق اللہ۔ آپ کے قابل غور سوال یہ ہے کہ اخت کا لفظ پھوپھی اور خالہ کو شامل نہیں۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ کسی منکوحہ لڑکی کو اس کی پھوپھی کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح کسی منکوحہ کو اس کی خالہ کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔ کیا یہ اس آیت کی تفسیر ہے یا حکم جدید۔

سوم۔ آیت کریمہ ((الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ)) (سورہ نور) اس آیت میں زانی مرد۔ عورت کی سزا سو درے (بید شدید) آئی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ جس مرد اور عورت نے ایک دفعہ نکاح کر لیا ہو۔ پھر ان سے زنا کا فعل صادر ہو۔ تو ان کی سزا رجم (پتھراؤ) ہے۔ کیا یہ اس آیت کی تفسیر ہے یا حکم جدید ہے؟

چہارم۔ ((اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا)) یعنی چور مرد ہو یا عورت اُس کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس چوری کا نصاب جو حدیثوں میں آیا ہے وہ ربع دینار یا دس درہم کی چیز ہے۔ یہ قید اس آیت کی تفسیر میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آیت تو عام ہے چاہے پیسے کی چوری ہو یا روپے کی۔ ایک دینار کی ہو یا سو دینار کی۔

یہ چند مثالیں ہم نے بیان کی ہیں۔ اگر بالاستیعاب سب مثالیں لکھی جائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اچھی خاصی ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر ہم بحکم خیر الکلام ما قل ودلّ چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ بقول مرزا غالب مرحوم ؎

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

پس مختصر یہ ہے کہ:

آپ نے منکر حدیث سائل کے جواب میں جو حدیث کو قرآن مجید کی تفسیر بتا کر اس کو ساکت کیا ہے بہت اچھا کیا۔ ہماری ان مثالوں کے جواب میں حدیث کو مثبت حکم شرعی مان کر خود سند فرمائیں۔ تاکہ ہمیں بھی کہنے کا موقعہ ملے ؎

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

(۲۶/اکتوبر ۴۵ء)

آٹھویں قسط:

یہاں ہم وہ اقتباس نقل کرتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کا مسلک کیا ہے۔ اس اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ہر فعل کو واجب العمل سنت نہیں جانتے۔ اور یہ بھی کہ جو اصطلاحات علماء حدیث کی متعلقہ سنت و بدعت رائج ہیں۔ مولانا موصوف ان کے بھی پابند نہیں۔ لطف یہ کہ اپنی طرف سے بھی کوئی اصطلاح مقرر نہیں کرتے۔ چنانچہ رسالہ ''ترجمان القرآن'' کا مندرجہ ذیل اقتباس قابل ملاحظہ ہے۔ ناظرین بغور پڑھیں۔ موصوف فرماتے ہیں:

''میں اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں۔ جو بالعموم آپ حضرات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(فقہاء اور محدثین) کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی ﷺ جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے، اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے (1) جس سے نہایت برے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔"

(ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳، ۴، ۵، ۶، ص ۲۴۷ بابت مئی جون ۴۵ء)

مجیب:

علماء حدیث ان اصطلاحات کے متعلق جو الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ کتب اصول میں موجود ہیں۔ اسوہ سے مراد ان کی فعل نبوی ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

((لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)) (الاحزاب ۲۱)

اسی بنا پر صحابہ کرام ازواج مطہرات سے پوچھا کرتے تھے کہ آنحضرت علیہ السلام گھر میں رہ کر کیا کام کیا کرتے ہیں۔ ازواج فرماتیں کان فی مھنة اھله (بخاری) حضور گھر والوں کی خدمت میں مشغول رہتے۔ صحابہ کی غرض اس سوال سے یہی ہوتی تھی کہ ہم بھی اپنے گھروں میں وہی کام کریں جو آنحضرت علیہ السلام کیا کرتے ہیں تاکہ اسوہ حسنہ کی تعمیل مکمل ہو جائے۔ بدعت کی تعریف بھی علماء حدیث کے

---

(1) ناظرین ان الفاظ کو یاد رکھیں۔ کیونکہ یہی امور زیر بحث اور مابہ النزاع ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزدیک وہی ہے جو حدیث میں یوں آئی ہے۔
((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (مشکوٰۃ شریف)
''جو شخص دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔'' پس یہی بدعت ہے۔ اسوہ اور سنت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ان دونوں کا ملخص یہ ہے:
مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا مودودی کو چاہیے تھا ان اصطلاحات پر ناراضگی کا اظہار کر کے اپنی اصطلاحات پیش کرتے مگر انہوں نے وہی کیا ہے جو کسی شاعر نے کیا تھا۔ اس نے ایک مولوی صاحب کے حق میں جن سے اُس کو کچھ چپقلش تھی۔ یہ شعر کہا تھا۔

واعظِ شہر کہ مردم ملکش مے خوانند
قول ما نیز ہمین است کہ او مردم نیست

یعنی شاعر کہتا ہے کہ لوگ مولوی صاحب کو فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم بھی ان کے حق میں یہی کہتے ہیں کہ وہ آدمی نہیں ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ ہیں کیا۔ یہ در بطنِ شاعر۔

اسی طرح جناب مودودی صاحب نے کمال کیا کہ ان اصطلاحات کے متعلق اپنا عندیہ ظاہر نہیں کیا۔ اگر ظاہر کر دیتے تو ہم بھی اس پر غور کرتے۔ اب تو آپ اس مصرع کے ماتحت بخیریت رہے ؏

نہ گفتہ ندارد کے باتوں کار

آپ نے بڑی خفگی کے لہجہ میں ان اصطلاحات کے ماتحت ہمیں برے نتائج سے ڈرایا ہے۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں۔

ناصحا اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ نادان ہیں کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے

مولانا مودودی صاحب جب ان اصطلاحات کی خرابیوں کا اظہار کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے جو ان کے ذہن میں ہیں تو ہم بھی ان کا جواب دیں گے یا قبول کر لیں گے۔ سر دست تو ہم ان خرابیوں کو بچوں کا ہوا سمجھتے ہیں۔

ایک لطیف واقعہ:

کئی سال ہوئے آگرہ میں ایک جلسہ اسلامیہ ہوا تھا۔ جس میں مختلف مذاہب کے واعظ جمع تھے۔ سنی بھی تھے، شیعہ بھی تھے، میرے جیسے اہل حدیث بھی تھے۔ میں نے اپنی تقریر میں بڑی نرمی کے ساتھ اتباع سنت کا شوق دلانے کو کہا کہ جو کام حضور علیہ السلام نے کیا وہ بلا کھٹکا کرو۔ جو نہیں کیا وہ مت کرو۔ میرے دل میں چونکہ بدعات مروجہ سے نفرت تھی۔ اس لیے میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔ کہ حضور علیہ السلام نے اگر تعزیہ بنایا تھا تو بنالو۔ اگر مولود کیا تھا تو کرلو۔ اگر نہیں کیا تو چھوڑ دو۔ شیعہ جماعت بھی اس جلسہ میں شریک تھی۔ ان کے ایک زبردست واعظ بھی موجود تھے۔ وہ بھلا اس اصول کو سن کر کیسے خاموش رہتے۔ میرے بعد وہ سٹیج پر آئے۔ آنحضرت علیہ السلام کی بڑی تعریف کی۔ آپ کو بہت بڑھایا۔ نتیجہ کے طور پر بتایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسے نبی نے جو کچھ کیا تھا وہی ہم کریں۔ مطلب یہ تھا کہ اتباع سنت کی پابندی ہم سے اٹھا دی جائے۔ بلکہ ہمیں آزاد چھوڑ دیا جائے۔ جس رسم کو چاہیں داخل مذہب کرلیں۔ میں نے یہ سن کر کہا۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ((اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ؕ))

اب میں بتاتا ہوں کہ مولانا مودودی صاحب نے مذکورہ اقتباس میں اپنا جو خیال بتایا ہے۔ دراصل یہ حنفی مسلک ہے۔ کتب اصول نور الانوار وغیرہ میں لکھا ہے کہ افعال نبوی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سنن ہدیٰ اور سنن زوائد۔ سنن ہدیٰ اُن افعال کو کہتے ہیں جو از قسم عبادات ہوں اور ان پر ثواب مرتب ہو اور سنن زوائد وہ ہیں جو بنیت عبادت نہیں بلکہ بطور عادت کے کیے ہوں۔ چنانچہ وہ انہی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ ذیل افعال نبویہ کو شمار کرتے ہیں۔ صبح کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ ذرا سالیٹ جانا۔ دوسری اور چوتھی رکعت کو اٹھتے وقت ذرا بیٹھ جانا۔ جس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ عیدالفطر کی نماز کو کچھ کھا کر جانا اور عیدالاضحیٰ کی نماز کو بغیر کھائے جانا اس قسم کے بہت سے افعال نبویہ حنفیہ کے نزدیک سنن زوائد میں داخل ہیں۔ محدثین کے نزدیک یہ سب سنن ہدیٰ ہیں۔ صحابہ کرام کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حتیٰ الامکان کسی فعل نبوی کو نہیں چھوڑتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت ہے کہ وہ مکہ مدینہ کے درمیان ایک مقام پر پہنچ کر ضرور اونٹ سے اتر آتے اور پیشاب کرنے بیٹھ جاتے۔ پوچھنے پر فرمایا: کہ میں نے آنحضرت علیہ السلام کو یہاں پیشاب کرتے دیکھا تھا۔ مگر یہ عشق کا رنگ ہے۔ سچ ہے۔

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

ہمیں مولانا مودودی کے اس مسلک پر اعتراض نہیں۔ بلکہ ہم خوش ہیں کہ انہوں نے اپنا مسلک صاف لفظوں میں بتادیا۔ گوانہوں نے یہ حوالہ نہیں دیا کہ یہ کس گروہ کا مسلک ہے۔ شاید یاد نہ ہوگا۔ قرآن مجید کو غور سے پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ ((قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ)) اپنے معنی میں بہت وسیع ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے افعال نبویہ کو شامل ہے سنن ہدیٰ اور زوائد کا امتیاز باقی نہیں رہنے دیتی۔ بلکہ بآواز بلند کہتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(اہلحدیث ۲ر نومبر ۴۵ء)

www.kitabosunnat.com

نویں قسط:

مولانا مودودی کا فتویٰ درباره تقلید وعدم تقلید

کچھ شک نہیں کہ لفظ تقلید بمعنی معروف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ علمائے اُصول کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جب سے ہندوستان میں بحث تقلید کا چرچا ہوا ہے اس لفظ کی تعریف وتشریح کافی سے زیادہ شائع ہوچکی ہے۔ ان ساری تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید ہے اَخْذُ قَوْلِ غیر النبی مِنْ غَیْرِ مَعْرِفَتِ دلیلہٖ۔ مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول اس تعریف کی حامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کسی غیر نبی کے مسئلہ شرعی کو مان لینا اس کی دلیل جاننے کے بغیر یہ اس کی تقلید ہے۔ مثلاً دو شخص بغرض سوال ایک عالم کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم کیا ہے۔ واجب ہے یا حرام؟ وہ مولوی صاحب فرمادیں کہ واجب ہے یا حرام۔ صرف اس کے اتنے قول پر یقین کرنے والا اس مفتی کا مقلد ہے۔ اور اگر پوچھے کہ آپ کے فتویٰ کی دلیل کیا ہے۔ اور وہ مفتی صاحب اپنے فتوے کی دلیل میں آیت یا حدیث پیش کریں تو وہ غیر مقلد ہے۔ فتویٰ چاہے وجوب فاتحہ کا ہو یا حرمت کا۔ اس سے بحث نہیں۔ چونکہ اللہ اور رسول کا حکم خود اپنے اندر دلیل رکھتا ہے۔ اس لیے صاحب ''مسلم الثبوت'' نے کھلے لفظوں میں کہہ دیا۔

فَالرُّجُوْعُ اِلَی الرَّسُوْلِ لَیْسَ بِتَقْلِیْدٍ

(رسول کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے)

کیونکہ رسول کا قول کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہ اس مثال کا مصداق ہے:

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اس تمہید کے بعد مولانا مودودی کا فتویٰ سننے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اسلام میں دراصل تقلید سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کی نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تقلید بھی اس بنا پر ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں اور کرتے ہیں وہ اللہ کے اذن اور فرمان کی بنا پر ہے، ورنہ اصل میں مطاع اور آمر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ ائمہ کی پیروی کی حقیقت صرف یہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ان ائمہ نے اللہ اور رسول کے احکام کی چھان بین کی۔ آیاتِ قرآنی اور سنتِ رسول سے معلوم کیا۔ کہ مسلمان کو عبادات اور معاملات میں کس طریقہ پر چلنا چاہیے اور اصول شریعت سے جزئی احکام کا استنباط کیا۔ لہٰذا وہ بجائے خود آمر و ناہی نہیں ہیں۔ نہ بذاتِ خود مطاع اور متبوع ہیں۔ بلکہ علم نہ رکھنے والے کے لیے علم کا ایک معتبر ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ جو شخص خود احکامِ الٰہی اور سنن نبوی میں نظر بالغ نہ رکھتا ہو اور خود اصول سے فروع کا استنباط کرنے کا اہل نہ ہو اس کے لیے اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ علماء اور ائمہ میں سے جس پر بھی اسے اعتماد ہو اس کے بتائے ہوئے طریقہ کی پیروی کرے۔ اگر کوئی شخص اس حیثیت سے ان کی پیروی کرتا ہے تو اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان کو بطور خود آمر و ناہی سمجھے یا ان کی اطاعت اس انداز سے کرے جو اصل آمر و ناہی کی اطاعت ہی میں اختیار کیا جا سکتا ہو۔ یعنی ائمہ میں سے کسی کے مقرر کردہ طریقہ سے ہٹنے کو اصل دین سے ہٹ جانے کا ہم معنی سمجھے اور اگر کسی ثابت شدہ حدیث یا صریح آیت قرآنی کے خلاف ان کا کوئی مسئلہ پایا جائے تب بھی وہ اپنے امام کی پیروی پر اصرار کرے تو یہ بلاشبہ شرک ہوگا۔"

(ترجمان القرآن ماہ رمضان و شوال ۶۳ھ ص ۸۶)

مجیب:

اس اقتباس میں مولانا موصوف سے اگر غلطی نہیں تو سہو و نسیان ضرور ہوا ہے۔ کہ تقلید کے جو معنی علمائے اصول کی اصطلاح میں ہیں انہوں نے چھوڑ دیے ہیں۔ یا اس سے ان کو بھول ہو گئی۔ ان معنے سے کوئی رسول کا مقلد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ تقلید دلیل سے بے علمی کا نام ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کتاب "المستصفیٰ" میں لکھتے ہیں کہ تقلید لیس فی شیء من العلم (تقلید علم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی درجہ نہیں) تو جو شخص رسول علیہ السلام کی بات سن کر مانے اس کو اصل دلیل کا علم حاصل ہو چکا ہو وہ مقلد کیسے ہوا؟ مولانا موصوف کو سہو ہو گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خیال نہیں فرمایا کہ تقلید علماء اصول کے نزدیک تو بے علمی کا درجہ ہے اور علمائے فلسفہ کی اصطلاح میں عدم ملکہ کا درجہ ہے۔ فافهم فانهٗ دقیق۔

مختصر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع فرض واجب ہے۔ تقلید فرض واجب نہیں بلکہ ان کے اتباع کو تقلید کہنا جائز ہی نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب مقلد تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو مولانا روم جیسے صوفی صافی بزرگ مقلد کی شان میں یہ شعر کیوں لکھتے ؎

آں مقلد ہست چوں طفل علیل
گرچہ دارد بحث باریک ودلیل

(مثنوی)

(مقلد بیمار بچے کی طرح ہے چاہے حجتیں اور باتیں بہت بنائے)

کیا مولانا کا یہ حکم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر لگ سکتا ہے ہرگز نہیں

لطیفہ گذشتہ:

چند سال گزرے ہیں کہ میرا مکالمہ دربارہ تقلید میرے مکرم دوست مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی سے ہوا تھا۔ جو اخبار ''اہلحدیث'' اور ''العدل'' گوجرانوالہ میں شائع ہوتا[1] رہا۔ موصوف نے اس میں ایک نئی بات پیدا کی تھی کہ سب سے پہلا غیر مقلد شیطان تھا۔ جس نے خدا سے سجدہ آدم کے لیے دلیل طلب کی تھی۔ میں اس وقت بھی سن کر حیران ہوا تھا کہ ہمارے مخاطب اپنی کتب

[1] یہ مضمون بعد میں بصورت رسالہ ''تنقید تقلید'' طبع ہو گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول سے جن پر ان کو ناز ہے کیوں ایسے بے خبر ہو گئے ہیں کہ وہ شیطان کو اللہ تعالیٰ سے طالب دلیل کہہ کر غیر مقلد بناتے ہیں۔ وہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

امرتسر کے ایک جلسہ دیوبندیہ میں مولوی خیر محمد صاحب جالندہری نے بھی یہی مضمون میرے جواب میں کہا تھا۔ جس سے مجھے مزید تعجب ہوا۔ آخر مجھے امام غزالیؒ کے قول سے تسلی ہوئی کہ تقلید علم کا درجہ نہیں۔

مولانا مودودی نے علماء مجتہدین کا جو منصب بتایا ہے وہ ٹھیک ہے کہ وہ موجد حکم نہیں بلکہ مبلغ حکم ہیں۔ مگر عامی لاعلم کو ان (مجتہدین) کے بتائے ہوئے مسئلے کا مقلد بنانا قابل غور بات ہے۔

کیونکہ اس کے معنی تو یہ ہوئے یا نتیجہ یہ ہوا کہ سائل ان ائمہ میں سے ایک امام کو اپنا واجب الاتباع ضرور قرار دے لے۔ حالانکہ یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ عامی آدمی کو اپنے ہر مخاطب عالم سے مسئلہ پوچھ لینا چاہیے۔ چنانچہ ردالمحتار شامی میں شیخ ابن ہمامؒ کا قول درج ہے کہ زمانہ سلف میں یہی دستور تھا کہ عامی آدمی اپنے شہر کے جس مفتی سے چاہتا فتویٰ پوچھ لیتا۔

ہمارے خیال میں ان دو سوالوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک سوال کے الفاظ یہ ہیں کہ سائل کہتا ہے مولوی صاحب! فلاں مسئلے میں اللہ و رسول کا کیا حکم ہے؟ دوسرے سوال کے الفاظ یہ ہیں کہ مولوی صاحب فلاں مسئلے میں حنفی مذہب کا کیا فتویٰ ہے؟

مولانا موصوف بتائیں کہ دونوں سوالوں میں سے کس سوال کے الفاظ ان کے نزدیک صحیح ہیں اور کس کے غلط۔ ہم پچھلے سوال کے الفاظ کو غلط سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس میں سائل نے پہلے ہی حنفی فقہ کو واجب الاتباع مذہب مان رکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں۔ بلکہ اصل واجب الاتباع مذہب اللہ اور رسول کا حکم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ارشاد ہے: ((اتَّبِعُوْا ما اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ)) (الاعراف: ۳)

نیک مشورہ:

ہم مولانا مودودی کو دوستانہ مشورہ دیں تو غالباً کوئی شکایت نہ ہوگی۔ کہ وہ مسئلہ تقلید کے متعلق کتاب ''معیار الحق'' مصنفہ مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی اور ''الارشاد'' مصنفہ مولوی ابو یحییٰ صاحب شاہ جہان پوری ملاحظہ فرمائیں تو ان پر مسئلہ تقلید اور عدم تقلید خوب واضح ہو جائے گا۔ سر دست میں اس بارے میں اس پر اکتفا کرتا ہوں ع

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

(اہلحدیث ۹ر نومبر ۴۵ء)

دسویں قسط

تحریکات زمانیہ:

ہمارے ملک ہندوستان میں ہمارے سامنے کئی تحریکیں اٹھیں۔ ہم نے ان سب کو غور سے دیکھا تو ان کی ابتدا اور انتہا میں فرق پایا۔ بانی تحریک ابتدا میں نہایت مستحسن الفاظ سے تحریک شروع کرتے رہے ہیں۔ مگر تھوڑی دور چل کر اپنی روش کو بدل دیا۔ علماء اسلام ان کی ابتدا کو دیکھ کر ان کے ساتھ ہوتے رہے۔ مگر جونہی انہوں نے اپنی روش میں تبدیلی کی تو علماء کی روش میں بھی تبدیلی آگئی۔ پہلی تحریک علی گڑھ سے اٹھی۔ جس کے محرک سر سیّد احمد خان مرحوم تھے۔ یہ تحریک انگریزی تعلیم کی ترقی کے لیے تھی۔ اس لیے مسلمان اس کے حامی کار ہوئے۔ مگر جب سر سیّد احمد خان مرحوم نے مسلمانوں کے عقائد میں دخل دینا شروع کیا تو بگاڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع ہوگیا۔

دوسری تحریک قادیان سے اٹھی۔ جس کے محرک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہوئے۔ جن کا پہلا اشتہار براہین احمدیہ کے متعلق شائع ہوا۔ جو اچھی خاصی جلد کی شکل میں مطبوع ہے۔ اس میں اس تحریک کے محرک نے یہ دعویٰ کیا کہ میں ایک کتاب موسومہ ''براہین احمدیہ'' شائع کروں گا۔ جس میں قرآن اور اسلام کی صداقت کے تین سو زبردست دلائل ہونگے۔ اس اشتہاری پروگرام کو دیکھ کر بہت سے علماء اور دیگر حامیان اسلام اس تحریک کے مؤید ہوگئے۔ مگر تھوڑی دور چل کر اس محرک نے اپنا پہلو بالکل بدل دیا۔ تین سو زبردست دلائل میں سے ایک دلیل بھی مکمل شائع نہیں کی۔ حالانکہ کتاب کی پانچ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ اب تو مصنف کا بھی خاتمہ ہوگیا ہے ان سب کو دیکھنے سے بے ساختہ منہ سے نکلا اور نکلتا ہے ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

نبوت محمدیہ کے اثبات کی بجائے نبوت مرزائیہ کے اثبات میں سارا وقت لگا دیا۔ یعنی جو تحریک ابتدا میں سنہری شکل میں نمودار ہوئی تھی وہ خاتمہ پر نہایت بھونڈی صورت اختیار کر گئی۔ میرے علم اور تحقیق میں اسلامی تحریکوں میں کوئی تحریک ایسی نہیں جس کی ابتدا اور انتہا اتنی مختلف ہو جتنی کہ قادیانی تحریک کی ہوئی۔ کیونکہ قادیانی محرک نے اپنی تحریک کو آگے چل کر خود ہی تبدیل کر دیا۔ اس لیے علماء بھی ان سے بدک کر الگ ہوگئے۔ اور یہ شعر انہوں نے قادیانی محرک کے حق میں پڑھنا شروع کیا۔ جو عرب کے شاعر نے اپنی محبوبہ کے حق میں لکھا ہے ؎

لَا يَغُرَّنَّكَ مَا مَنَّتْ وَمَا وَعَدَتْ
إِنَّ الْأَمَانِيَّ وَالْأَحْلَامَ تَضْلِيلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی قادیانی وعدے سراسر خواب یا سراب ہیں جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

تیسری تحریک ہمارے سامنے خاکساروں کی اٹھی۔ جس کے بانی مسٹر عنایت اللہ خان مشرقی کہلاتے ہیں۔ یہ صاحب امرتسر کی پیدائش اور امرتسر کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد بٹالہ کے زرگر خاندان میں پیدا ہوئے۔ غریبی کی حالت میں امرتسر آ گئے۔ حاجی نظام الدین مرحوم جو ہمارے استاد مولانا احمد اللہ مرحوم کے خسر اور خان محمد شاہ رئیس امرتسر کے خلیرے بھائی تھے۔ انہوں نے ان کی پرورش وتربیت کی اور تعلیم دلوائی۔ تعلیم کے بعد انہوں نے سرکاری ملازمت اختیار کی۔ کلرک آف دی کورٹ کے منصب تک پہنچ کر پنشن یاب ہو گئے۔ آپ کا نام منشی عطا محمد صاحب تھا۔ آپ عقیدۃً سرسید احمد خان کے معتقد تھے۔ اس بنا پر انہوں نے مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ اپنی مسیحیت کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کرو۔ اسی کے جواب میں مرزا صاحب نے کتاب ''شہادت القرآن'' لکھی تھی۔ مرحوم مجھ سے بھی مراسم الفت رکھتے تھے۔ آپ کے صاجزادہ عنایت اللہ خان مشرقی بعد تعلیم انگلستان سے واپس آ کر خاکساری تحریک کے بانی ہوئے۔ چونکہ ہندوستان انگلستان کے لحاظ سے مشرق کی طرف ہے۔ اس لیے آپ نے اپنا لقب علامہ مشرقی رکھا۔ جن کو ہماری اصطلاح میں لیڈر مشرقی کہا جاتا ہے۔

لیڈر مشرقی نے عسکری تحریک اٹھائی یعنی یہ دعویٰ کیا کہ میں مسلمانوں کو فوجی تربیت دے کر فوجی نظام میں لانا چاہتا ہوں۔ فوجی نظام کوئی ایسی مکروہ تحریک نہ تھی کہ کوئی اس کی مخالفت کرتا۔ اس لیے شروع شروع میں بہت سے نوجوان لڑکے اس میں شریک ہو گئے۔ اور بازاروں میں فوجی گشت کرتے نظر آنے لگے۔ بہت سے شہروں میں ان کے جلسے ہوئے۔ جن کا نام وہ اپنی اصطلاح میں کمپ رکھتے تھے۔ اس تھوڑی سی کامیابی سے مشرقی لیڈر کے دماغ میں کچھ تغیر پیدا ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انہوں نے علماء اسلام کے عقائد میں تصرف کرنا اور ان میں برے الفاظ میں دخل دینا شروع کر دیا علماء کی مذمت میں کئی ایک چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے۔ جن میں ایک کا نام ''مولوی کا مذہب'' رکھا۔ بازاروں میں ان رسالوں کو بیچنے والا یوں پکارتا۔ ''مولوی کا مذہب قیمت ایک پیسہ۔'' جب یہاں تک نوبت پہنچی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ علماء اسلام میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ چنانچہ چاروں طرف سے علماء اسلام ہتھیار سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے خلاف پے در پے تحریریں نکلنی شروع ہو گئیں۔ صورت حال یہ ہو گئی۔ گویا یہ شعر ان پر صادق آیا۔

سودا نہ نکل گھر سے کہ ہیں ڈھونڈتے تجھے
لڑکے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے

اسی ضمن میں میں نے بھی ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام ہے ''خاکساری تحریک پر ایک نظر۔'' اس کتاب میں مشرقی صاحب کے مقالات اور غلط خیالات کا کافی جواب دیا۔ مگر ان کی تحریک عسکریت کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ صاف لکھا کہ آپ اپنی کوشش کو اسی تحریک پر مرکوز رکھتے تو ہم بھی مخالف نہ ہوتے۔ جو کچھ مخالفت ہوئی ہے آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ان تینوں تحریکوں کا ذکر میں نے بطور مثال کیا ہے۔ علماء اسلام کو ان تحریکات کے متعلق معتوب کرنے والا غور کرے کہ بے انصافی کس کی طرف سے ہوئی ہے ع

پس ذرا انصاف سے کہیے نکالا کس نے شر پہلے

چوتھی تحریک ہمارے سامنے مودودی تحریک ہے۔ اپنی تحریک کے متعلق موصوف نے ایک رسالہ موسومہ دستور شائع کیا ہے۔ اس میں جو مضمون ہے وہ دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصوں پر منقسم ہے۔ ایک حصہ اصلاح عقائد کے متعلق ہے وہ تو گویا کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا شہید قدس سرہٗ سے ماخوذ ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان بالخصوص اہل حدیث اس کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ دوسرا حصہ ان تعلقات کے متعلق ہے جو ہندوستانیوں کو موجودہ حکومت سے ہیں۔ ان کے متعلق بانیے تحریک مودودی کا ارشاد ہے کہ ہر قسم کے تعلقات حکومت سے توڑ دیں۔ مثلاً خطابات (خان بہادری وغیرہ) ترک کر دیں۔ ملازمتیں چھوڑ دیں، وکالت کا پیشہ بھی ترک کر دیں، بلکہ اسمبلی کی ممبری بھی چھوڑ دیں۔ الغرض پورا عدم تعاون کریں۔ ہمارے خیال میں یہ حصہ قابل غور ہے۔ کیونکہ ہم قرآن مجید میں یہ پاتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کافر بادشاہ کے ماتحت انتظام سلطنت کرتے تھے۔ کسی ایک نبی کا فعل بھی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ مگر اس بحث کو ہم طول دینا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہماری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے۔ کہ ہندوستان اسلام کے نور سے بالکلیہ منور ہو جائے۔ اس لیے ہماری دلی دعا ہے۔

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے اے شاہ
کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

ہمارا مشورہ:

مولانا مودودی صاحب تحریک جاری کرتے ہوئے ہم سے مشورہ پوچھتے۔ تو ہم تحریم خمر کے مطابق ان کو یوں مشورہ دیتے۔ کہ آپ اپنی تحریک کو سات جماعتوں پر تقسیم کریں۔

اوّل جماعت۔ نماز روزہ کی پابندی کرنے والی اور نماز کو بفہم ترجمہ الفاظ اور باجماعت پڑھنے والی۔

دوسری جماعت۔ ترک کذب اور صدق مقال کو لازم سمجھنے والی۔ اور زبان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہر قسم کی بدگوئی اور غیبت وغیرہ سے محفوظ رکھنے والی۔

تیسری جماعت۔ ترک حرام کرنے والی خواہ تجارت کی شکل میں ہو یا رشوت خوری کی شکل میں یا شراب اور دیگر منشیات اور مفترات کی شکل میں۔

چوتھی جماعت۔ مال مردم خوری کو ترک کرنے والی۔ چاہے جھوٹے مقدمات کر کے ڈگریاں حاصل کرنے کی صورت میں ہو یا قرض وغیرہ کھا جانے کی صورت میں ہو۔

پانچویں جماعت۔ خلق خدا کو فائدہ پہنچانے والی بلا امتیاز مذہب وملت خدمت کرنے والی۔ جس کا ذکر مولانا حالی مرحوم نے ایک بند میں بضمن ترجمہ حدیث یوں کیا ہے۔

سکھائی انہیں (1) نوع انساں پہ شفقت　　کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت　　شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں　　وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں

چھٹی جماعت وہ ہوتی۔ جس کا کورس خود قرآن مجید میں آیا ہے۔ (اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى) (النّزعٰت: ۴۰-۴۱) (جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرے اور اپنے نفس کو بری خواہشوں سے رو کے اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا)۔

ان سب کے بعد ساتویں جماعت وہ ہوتی جو حسب ضرورت مال و جان قربان کرتے ہوئے یہ کہتی۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

---

(1) آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو یہ تعلیم دی تھی۔ (مجیب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی چھ جماعتوں کے بعد یہ ساتویں جماعت بالکل آسان ہو جاتی۔ مگر آپ نے عجلت سے کام لیتے ہوئے پرائمری سکول قائم کرنے کے بجائے بی۔ اے کی جماعتیں کھول دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ لغزش معاف کرے۔ اور آنحضرت علیہ السلام کے اسوہ حسنہ حیات مکیہ اور حیات مدنیہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ میں زیادہ طوالت میں جانا نہیں چاہتا اور نہ ضرورت سمجھتا ہوں ع

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

اللہ تعالیٰ ہماری کوششیں ادھوری ہوں یا پوری بار آور کرے۔ میں آپ کو اور بھی بہت کچھ کہنے کا دل میں خیال رکھتا ہوں۔ دیکھیں کب موقعہ ملے۔

میرے دل میں ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

(اہلحدیث ۱۶ر نومبر ۴۵ء)

گیارہویں قسط

مولانا مودودی اور مسئلہ ریش:

اہلحدیث ۱۶ نومبر میں ہم مولانا مودودی سے خطاب ختم کر چکے تھے۔ اس کے بعد مدراس سے ایک خط پہنچا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

جب سے مولانا مودودی نے داڑھی کا مسئلہ ترجمان بابت ماہ مارچ مئی اور جون ۴۵ء جلد نمبر ۲۶ میں شائع کیا ہے۔ اکثر علماء نے جن کا تعلق جماعت اسلامی مودودی سے ہے۔ اپنی اچھی خاصی خوبصورت ڈاڑھیوں کو کاٹ چھانٹ کر بالکل مختصر کر لیا ہے۔'' (عبداللہ از مدراس)

مجیب:

اس خط میں علماء کا لفظ دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا۔ اور یہ تعجب ہم کو دوسری دفعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش آیا۔ اس سے پہلے ہمیں اس وقت تعجب ہوا تھا۔ جب مرزا صاحب قادیانی نے جو دراصل حنفی تھے مولوی نورالدین صاحب کو (جو اہل حدیث تھے) خط لکھا تھا کہ مولوی صاحب بہت مدت اہل حدیث کہلائے اب حنفی ہو جایے۔ مولوی نور الدین صاحب نے بغیر حیل و حجت اور بغیر بحث و تکرار کے یہ خط لکھا۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ رسم منزلہا

(راقم نورالدین حنفی)

اس کا ترجمہ پنجابی زبان میں کسی شاعر نے یوں کیا۔

نال شرابے رنگ مصلا جے گور آکھے تینوں

راہی راہاں تھیں کدے نہ بھلدے خبر راہاں دی جینوں

وجہ تعجب ہم کو یہ پیش آئی کہ مولوی نورالدین صاحب جن کے علم و فضل کا ذکر قادیانی لٹریچر میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ انہوں نے جو مذہب اہل حدیث اختیار کیا تھا وہ اپنے علم و فضل کی روشنی میں کیا تھا یا سنے سنائے محض کسی کی تقلید سے کیا تھا۔ غالباً شق ثانی کا کوئی بھی قائل نہ ہوگا۔ سب یہی کہیں گے کہ مولوی صاحب جیسے عالم و فاضل مذہبی عقیدہ کو کسی کی تقلید سے اختیار کرنے والے نہیں تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مرزا صاحب کے کہنے سے اہل حدیث مذہب کو چھوڑ کر حنفی کہلانے لگے۔ یا للعجب!

دوسرا تعجب ہمیں مدراسی صاحب کے خط سے ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ اکثر علماء جو جماعت مودودی میں داخل ہیں۔ اس میں وجہ تعجب ہم کو یہ پیش آئی کہ وہ شخص جو عالم ہے وہ تو اپنا ہر عقیدہ اور ہر قول و فعل علم کی روشنی میں اختیار کرتا ہے۔ پھر انہوں نے محض ترجمان کے مضمون سے متاثر ہو کر کیوں اپنی ڈاڑھیاں خلاف سنت کترانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع کردیں۔ کیاان کا پہلا فعل سنے سنائے تھا یا دوسرا محض تقلید مودودی سے ہے۔ اس کا جواب دینا انہی کا کام ہے۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا قول یہ ہے ع

چلو تم اُدھر کو جدھر کی ہوا ہو

مولانا مودودی صاحب نے مسئلہ ڈاڑھی کے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے۔ وہ خاص قابل توجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''آنحضرت علیہ السلام جتنی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہٖ وہ سنت سمجھتے ہیں۔ جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں۔ (رسالہ ترجمان مذکور)

مجیب:

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ گو آنحضرت ﷺ کی داڑھی مبارک بھرپور اور کافی تھی۔ مگر یہ کام ان کاموں میں سے نہیں تھا۔ جن کے لیے انبیاء خاص کر آنحضرت علیہ السلام مبعوث ہو کر آئے تھے۔ کیا ہی آسان جواب ہے۔ لیجیے میں چند باتیں پیش کر کے پوچھتا ہوں۔

(۱) دائیں ہاتھ سے کھانا پینا سنت ہے۔ ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مجلس میں مودودی صاحب کو دیکھا کہ آپ نے کھانا کھاتے ہوئے پانی بائیں ہاتھ سے پیا۔ راوی مذکور اس پر اظہار تعجب کرتا تھا۔ مودودی صاحب غالباً یہی جواب دیں گے کہ نبی اس کام کے لیے نہیں آئے کہ دائیں ہاتھ سے پانی پئیں یا بائیں ہاتھ سے۔

(۲) کوئی شخص کہے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو کرتے ہوئے مسواک نہیں کی جو سنت ہے۔ مودودی صاحب فرماویں گے کہ یہ کام بھی ان کاموں سے نہیں ہے جن کے لیے نبی ﷺ آئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے داخل کیا۔ جو خلاف سنت ہے۔ مودودی صاحب اسی اصول سے جواب دے دیں گے کہ یہ بھی ان کاموں سے نہیں ہے جن کے لیے انبیاء علیہم السلام آیا کرتے تھے۔ اسی قسم کے سینکڑوں افعال شرع میں ایسے ہیں جن کو علماء اسلام سنت اور کار ثواب سمجھتے ہیں۔ مگر مودودی صاحب ایک اشارہ سے سب کو حذف کر دیں گے کہ یہ کام ان کاموں میں سے نہیں ہیں۔ جن کے لیے انبیاء علیہم السلام آتے تھے۔ کیونکہ جس غرض کے لیے انبیاء علیہم السلام آئے اور نبی علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں صرف اتنا آیا ہے۔

((وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ط)) (النساء : ۱۳۱)

''ہم نے پہلوں اور پچھلوں کو یہی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

اس کے سوا باقی سب کام بقول مولانا مودودی صاحب اسی ذیل میں آجائیں گے کہ ان کے لیے انبیاء نہیں آئے تھے۔ پس مسئلہ تو صاف ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کی داڑھی کافی گھنی تھی۔ مگر مودودی صاحب کے قول کے مطابق یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اب ہم دلیل لائیں تو کہاں سے لائیں۔ جس سے مولانا مودودی صاحب قائل ہو جائیں۔ لہٰذا ہم شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھ کر صبر و سکون اختیار کرتے ہیں۔ سعدی مرحوم فرماتے ہیں۔

آں کس کہ بقرآن وخبر زد نہ رہی
ایں است جوابش کہ جوابش نہ دہی

www.kitabosunnat.com

❀......❀......❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

مکتبہ عزیزیہ سے مندرجہ ذیل کتب مل سکتی ہیں

- التوحید
- داتا کون؟
- حقیقت شرک
- توحید کنز الایمان کے آئینہ میں
- جشن وجلوس عید میلاد النبی ﷺ
- تعلیمات مرزا
- الهامات مرزا
- نکاح مرزا
- توحید الٰہ العالمین
- انکار حدیث حق یا باطل
- فرمودات سبحانی رحمۃ اللہ علیہ
- یہ تیسری عید......؟
- اعجاز القرآن
- اسلام ابی طالب
- فیصلہ مرزا و ہفوات مرزا
- تاریخ مرزا
- مرزا قادیانی اور نبوت
- سیرۃ سید المرسلین ﷺ
- اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

نیز ہر قسم کی اسلامی کتب کی خرید کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں۔

مکتبہ عزیزیہ مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد اوکاڑہ

0300-4246020